مولانا سید احمد شاہ بخاری

امیر شریعت کی زندگی کے عملی پہلو

آج بتاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء پورا ایک مہینہ گزر چکا ہے اور اپنا خیال تو یہی ہے کہ صدیاں گزر جانے پر بھی جاننے والے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی جدائی کا صدمہ محسوس کرتے رہیں گے۔ غیر منقسم یا متحدہ ہند کی تاریخ میں آپ جیسے عظیم الشان اور کثیر الغیان انسان کا نشان نہیں ملتا۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ تاریخ عالم آپ جیسی ہستی پیش کرنے سے قاصر ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپ جس نظریہ کو سامعین کے ذہن نشین کرانے کا ارادہ فرماتے اس کے دلائل سامعین ہی کے ذہنوں سے فراہم کر کے ان کے سامنے رکھ دیتے۔ اس لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے بیان کے اختتام پر ذہنوں میں انقلاب برپا ہو جاتا۔ اور جو لوگ قبل از تقریر پیکر عداوت اور مجسم نفرت دکھائی دیتے وہی بعد از اختتام جلسہ محبت کا دم بھرتے نظر آتے۔ بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ مخالفت کے علمبردار حمایت اور اطاعت اور محبت کے زندگی بھر کے لئے مبلغ بن گئے۔ شاہ جی محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ جہاں پہنچنا ہر کسی کا کام نہیں

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کی مجلس میں تذکرۂ ختم نبوت چھڑتے ہی رنگ محفل ہی تبدیل ہو جاتا تھا۔ اسی حب رسول کے جذبہ کی بدولت آپ کو جدید و قدیم مدعیان نبوت و رسالت سے سخت عداوت تھی۔ حقیقت سے ناآشنا لوگ اس چیز کو مذہبی تعصب اور تنگ نظری قرار دیتے ہیں مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ تعصب نہیں بلکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت کی انتہا ہے جو امیر شریعت کے دل و دماغ پر جلوہ گر ہوئی اگر آواز کی بلندی کو دیکھا جائے تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانے کے ہاشمی یاد آجاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم سیدنا عباس بن عبدالمطلب کی آواز سے متعلق علماء تفسیر نے لکھا ہے کہ تقریباً آٹھ میل تک پہنچتی تھی۔ (جمل حاشیہ تفسیر جلالین جلد دوم صفحہ ۲۷۳ آیت۔ ثم ولیتم مدبرین)

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے بھی دو دو لاکھ کے کثیر مجمع سے خطاب فرمایا ہے جس زمانہ میں لاؤڈ اسپیکر ایجاد نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت بھی حاضرین میں سے کسی نے تقریر کے عدم سماع کی شکایت نہیں کی۔ مسلسل بیان میں تو آپ کی گرد راہ کو بھی کوئی نہیں پہنچا آٹھ آٹھ دس دس گھنٹے بولتے اور آواز میں کچھ فتور نہ آتا۔ اور ساتھ ہی حاضرین میں سے کسی کا اٹھ کر نہ جانا بلکہ عموماً سامعین کو وقت کی رفتار کا پتہ بھی نہ چلتا تھا کہ یہ کرامت پر کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟ دوران تقریر طبیعت کا رخ شعر و ادب کی طرف مڑتا تو جوش و جذبہ سے لبریز اشعار کی آمد شروع ہو جاتی۔ خصوصاً وہ اشعار جو آپ کی طبیعت کے فکر کا نتیجہ ہوتے۔

حاضرین کے قلوب و اذہان پر بے حد اثر چھوڑتے تھے۔

قرآن فہمی کی دولت سے بھی کامل حصہ پایا تھا۔ اگر آپ اہل قلم ہوتے اور قرآن کی تفسیر یا ترجمہ لکھ جاتے تو طویل عرصہ تک آپ ہی کی اس تالیف سے مسلم اور غیر مسلم فائدہ اٹھاتے۔ آپ کی تقریروں میں بعض آیات کے ترجمے جو آپ کی زبان سے صادر ہوئے ہیں وہ لوگوں کے ذہنوں سے اترنے والے نہیں ہیں۔

راقم الحروف بھی آپ کی اس تقریر میں موجود تھا۔ جس میں سورہ صافات پارہ نمبر ۲۳ کی آیت

فما ظنکم برب العلمین

کا ترجمہ یوں فرمایا۔

پس تم نے تمام مخلوقات کے مالک کے لئے کیا رکھا ہے؟ حضرت امیر شریعت نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کے واسطے سعی فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم لوگوں نے عبادت اور بندگی جب غیر اللہ کے لئے روا رکھی تو اللہ تعالیٰ کے لئے باقی کیا رہ گیا؟ عبادت ہی تو اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص تھی جب وہ ہی

من دون اللہ

کے واسطے ثابت ہونے لگی تو بتلاؤ اب رب العالمین کے سامنے پیش کرنے کے لئے کون سا تحفہ باقی ہے؟ جو پیش کر کے اس کی خوشنودی کا تمغہ حاصل کیا جائے۔ اگر کوئی صاحب ایسے ہوں جنھوں نے آپ کی تمام تقریریں نوٹ کی ہوں تو وہ اس قسم کی آیات اور احادیث کے ترجمے کافی تعداد میں اہل اسلام کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر اخلاق اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا زندگی بھر دنیا کی کوئی چیز نہیں بنائی یہاں تک کہ رہنے کے لئے ایک جھونپڑی تیار کرانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے تو اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے کافی مقدار میں جائیداد بنا سکتے تھے۔ مگر ملتان کے ایک کچے اور معمولی مکان میں زندگی گزار گئے جو کہ کرایہ پر لے رکھا تھا۔ یہ ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی عملی زندگی نے مسئلہ باغ فدک کے تنازعہ کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ جب پوتے کا یہ حال ہے تو دادا اور دادی کا حال کیا ہوگا؟ علم کلام کی کتابوں کے دفتر موجود ہیں جنکا مطالعہ کر کر کے ایک دنیا تھک گئی ہے صرف ایک مسئلہ فدک ہے جو حل ہونے کا نام نہیں لیتا۔ شبہات در شبہات اور شکوک در شکوک کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اگر آپ ان شبہات کے انبار سے گلو خلاصی چاہتے ہیں تو آیئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سیرت اور عملی زندگی پر نگاہ ڈالئے۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا